# تقویٰ کی حقیقت واہمیت

رضوانہ عثمان

**لفظی معنی:** تقویٰ کے لفظی معنی ہیں کسی صاحب اختیار و اقتدار سے اس کے نفع و نقصان کی طاقت کی وجہ سے ڈرنا۔ مثلاً آگ سے اس لئے ڈرنا کہ جلاتی ہے پانی سے اس لئے ڈرنا کہ سیلاب لاتا ہے یا اس کے برعکس پانی اور آگ کے نفع یعنی فصلوں کے اگانے اور پکانے کی خوبی کی بنا پر ان کی پوجا کرنا۔

## اصطلاحی معنی:

اصطلاح میں تقویٰ سے مراد ہے وہ تصور جو انسان پر اس کائنات میں تمام نقصانات وفوائد کا منبع ذات خداوندی کو سمجھتا ہے کیونکہ دنیا میں تمام اشیاء کے نفع ونقصان کی خوبی ان کی ذاتی نہیں بلکہ دراصل اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے وہ ذات جب چاہے تو نفع ونقصان کی خوبی سلب کرے مثلاً آگ میں بظاہر یہ خوبی ہے کہ جلاتی ہے لیکن جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ''اے آگ ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو اور سلامتی والی ہو جا''۔ اور آگ نے حضرت ابراہیمؑ کا بال بیکا بھی نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ اشیاء کے ظاہری نفع و نقصان کی بناء پر ان سے نہیں ڈرنا چاہئے بلکہ اس ذات سے ڈرنا چاہئے کہ جو علت العلل ہے۔

## حضرت کعب الاحبارؓ کی تقویٰ کے بارے میں تشریح

حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ سے پوچھا: تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ حضرت کعبؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا: کہ آپ نے کبھی خاردار جھاڑیوں والے راستے سے سفر کیا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں۔ حضرت کعبؓ نے پوچھا تم جھاڑیوں میں سے کیسے گزرتے ہو۔ حضرت عمر نے جواب دیا: میں اپنے کپڑے سمیٹ کر اور جسم سکیڑ کر گزرتا ہوں تا کہ کوئی کانٹا مجھے نہ لگ جائے۔ حضرت کعبؓ نے کہا اسی کا نام تقویٰ ہے۔ یعنی دنیا ایک خاردار جنگل ہے جس میں گناہوں کے کانٹے ہی کانٹے ہیں اس جنگل میں سے انسان کا اس طرح گزرنا کہ اس کا دامن گناہوں سے پاک ہے تقویٰ کہلاتا ہے۔

## تقویٰ کی حقیت و حدود

تقویٰ دراصل دل کی کیفیت کا نام ہے اسی لئے نبی اکرمؐ نے سینے کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا: التقویٰ ھٰھنا۔ (تقویٰ یہاں ہے) قرآن پاک میں بھی مناسک حج کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب (الحج)

اور جس نے شعائر الٰہی کی تعظیم کی تو بے شک یہ دلوں کے تقویٰ میں سے ہے۔

تقویٰ صرف یہی نہیں کہ حرام اشیاء سے دور رہا جائے بلکہ مشتبہ اور مشکوک چیزوں سے بچے رہنا اصل تقویٰ ہے: اسی لئے آنحضورﷺ نے فرمایا:

الاثم ما حاک فی صدرک (مسلم)

گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''بے شک حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور کچھ امور ان دونوں کے درمیان مشتبہ ہیں اکثر لوگ جنہیں نہیں جانتے پس جو ان مشکوک چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا اور جو ان مشتبہ چیزوں کے پیچھے لگ گیا وہ حرام میں پڑ گیا۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی چرواہا اپنے ریوڑ کو کسی کھیت کے پاس چرائے تو قریب ہے کہ ریوڑ اس کھیت میں چلا جائے خبردار ہر بادشاہ کی کچھ حدود ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حدود اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں یہ حدیث مبارکہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تشریح ہے:

تلک حدود اللہ فلا تقربوھا

مراد یہ ہے کہ حرام اور ناپسندیدہ اشیاء کے قریب جانے سے ان کے استعمال کا بھی قوی امکان ہوتا ہے۔ جس طرح چرواہا اگر کسی کے کھیت کے قریب اپنے مویشی کو جانے دے گا تو پھر مویشی کے کھیت کے اندر جانے کا امکان زیادہ ہے اور اگر وہ اس کو کھیت کی حدود سے دور رکھے گا تو اس پر کنٹرول

زیادہ ممکن ہوگا۔ ولا تقربوا الزنا۔ سے بھی یہی مراد ہے کہ وہ محافل اور سوسائٹیاں بھی تمہاری تباہی کا باعث ہوسکتی ہیں جو زنا اور فحاشی کے محرکات پیدا کرتی ہیں لہٰذا ان میں بھی نہ جاؤ۔ تقویٰ صدیقین اور صالحین کی مایہ ناز فضیلت ہے مثلاً حرام اور مکروہ چیزوں کے ساتھ وہ مباح چیزیں بھی ترک کی جائیں جن میں کراہت کا ادنیٰ شائبہ ہو اگرچہ فقہی فتویٰ اس کے جواز میں موجود ہو مثلاً ایسے شخص کی دعوت قبول کرنا جس کی آمدنی کا غالب حصہ جائز وسائل سے ہو اور کچھ حصہ ناجائز وسائل سے کمایا ہوا ہو تو فتویٰ یہ ہے کہ ایسے شخص کی ضیافت کھانا جائز ہے۔ اور کھانے والا گنہگار نہیں ہوتا مگر تقویٰ اس کی اجازت نہیں دیتا اس لئے کہا کرتے ہیں کہ فتویٰ اور چیز ہے تقویٰ اور چیز ہے۔ تقویٰ اور رہبانیت کے درمیان ایک بہت نازک سی فصیل ہے جس کے درمیان پہچان خاص اللہ کے فضل وکرم سے ہی نصیب ہوتی ہے۔ اس لئے تقویٰ کا اختیار کرنا ایک نازک مرحلہ ہے اس میں امکان ہوتا ہے کہ انسان رہبانیت کی حدود میں داخل نہ ہو جائے جو کہ اسلام میں قطعاً جائز نہیں لا رھبانیۃ فی الاسلام۔ حضرت کعبؓ کی بیان شدہ تصریح میں بھی یہ بات شامل ہے کہ تقویٰ دنیا میں رہ کر دنیا کی آلائشوں اور گندگیوں کو اپنے ساتھ نہ لگنے دینا ہے۔ نہ کہ دنیا سے ہی فرار اختیار کرنا۔

تقویٰ کی جامع تعریف ہی یہ کی گئی ہے:

التقوی ھو التخلی عن الرذائل و التحلی بالفضائل یعنی تقویٰ اخلاق رذیلہ سے بچنا اور اخلاق فاضلہ سے مزین ہنا ہے۔

## تقویٰ کے درجات:

تقویٰ کے تین درجات بیان کئے گئے ہیں

۱۔ ادنیٰ ۲۔ اوسط ۳۔ اعلیٰ

۱۔ ادنیٰ درجہ کا تقویٰ ایمان ہے جو عذاب جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

۲۔ اوسط درجہ کا تقویٰ یہ ہے کہ صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کیا جائے اور کبائر سے پوری طرح اجتناب کیا جائے۔

۳۔ اعلیٰ درجہ کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر اس کام سے پرہیز کیا جائے جو انسان کے دل کو خدا سے غافل کر دے یہ تقویٰ کا بلند ترین مقام ہے اور اللہ کے خاص بندے اس سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

## تقویٰ کی اھمیت:

### ۱۔ تمام عبادات کی اصل روح:

عبادات جو کہ انسان کی زندگی کا اصل مقصود ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ اس کا بھی لب لباب اور نچوڑ تقویٰ کا حصول ہے۔ تمام عبادات دراصل اداروں کی حیثیت رکھتی ہیں جو ایک خاص تربیت دینا چاہتی ہیں اگر ان عبادات کے باوجود تربیت انسان کے اندر اپنی جھلک نہ دکھائیں تو سمجھ لیجئے کہ محض ظاہری ہیئت اور کیفیت ہی عبادات کی رہ گئی اور یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک جسم روح کے بغیر۔

قرآن حکیم میں مجموعی طور پر تمام عبادتوں کی اصل یہی بتائی کہ یہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا کرنے کیلئے ہیں یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ)

اے بنی نوع انسان: اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو۔ جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

پھر فرداً فرداً ہر عبادت کا بھی یہی فلسفہ بتایا:

مثلاً نماز میں انسان بطور محکوم اپنے حاکم کے حضور میں ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی کیفیت ہے کہ کوئی محکوم اپنے حاکم کی موجودگی میں غلط رویہ کی جرات نہیں کر سکتا۔ یہی سکھانا مقصود ہے کہ جب تم مسجد میں یہ سمجھتے ہو کہ حاکم کے سامنے ہو تو یہی تصور زندگی کے ایک ایک پہلو اور لحہ بہ لحہ اپنے ذہن میں تازہ رکھو۔ یہ نہیں کہ مسجد میں خدا موجود ہے اور جب دکان میں تمہارے ہاتھ میں ترازو ہو جب تم کسی چیز میں ملاوٹ کرنے لگو۔ جب تمہارے ہاتھ میں انصاف کا قلم ہو تو پھر خدا موجود نہیں ہے۔ بس یہی وہ حقیقت ہے کہ جب سمجھ میں آجائے تو انسان کے اندر وہ صحیح روش پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام تقویٰ ہے اس لئے فرمایا:

ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء و المنکر۔

نماز بے حیائی اور بدی سے روکتی ہے (العنکبوت)

روزے کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ جب تم سحری سے افطاری تک وہ تمام چیزیں جو حلال اور پاک ہیں ترک کر سکتے ہو تو حرام اور ناپاک چیزیں ترک کرنا تمہارے لئے دشوار ہے؟ روزہ محض بھوک پیاس برداشت کرنے کا نام نہیں ہے یہ اصل تقاضا یہی کرتا ہے کہ انسان اپنے اندر تقویٰ کی صفات پیدا کرے اسی لئے حدیث قدسی ہے۔

الصوم لی و انا اجزی بہ

قربانی کے بارے میں بھی یوں ارشاد فرمایا:

لن ینال اللہ لحومھا ولا دمائھا ولکن ینالہ التقوی اللہ کو قربانیوں کے خون اور گوشت ہرگز نہیں پہنچتے بلکہ اسے تو تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔

یعنی وہ جذبہ اور خلوص جس کے تحت تم قربانی دیتے ہو۔

## ۲۔ اصلی بناؤ سنگھار

اللہ تعالیٰ کے مقرب اور پیارے بندوں کو

اپنی زیب وزینت کیلئے جو لباس اختیار کرنا چاہے وہ تقویٰ ہے ارشاد ربانی ہے:

ولباس التقوی ذالک خیر (الاعراف)

اور تقویٰ کا لباس ہی سب سے اچھا ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لباس، مخصوص وضع قطع اللہ تعالیٰ کو ہرگز نہیں چاہئے کہ شلوار پہننا ہی تقویٰ ہے اگر اسلامی لباس پہن کر بھی انسان خلاف تقویٰ کام کرے تو اس کیلئے لعنت ہے اسی طرح مخصوص جبے اور پگڑیاں اور ٹوپیاں ہی تقوی کی علامات نہیں ہیں۔

## ۳۔ زادراہ

انسان جب سفر کرتا ہے تو اپنے ساتھ کچھ سفر خرچ، کھانے پینے کا سامان وغیرہ لے کر چلتا ہے اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے تاکہ سفر کے دوران اسے دوسروں کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے۔ یہ دنیاوی زندگی بھی ایک سفر ہے اس کے لئے بھی کچھ زادراہ پاس ہونا چاہئے وہ زادراہ تقویٰ ہے اسی لئے ارشاد ربانی ہے:

وتزودوا فان خیر الزاد التقوی (البقرہ)

زادراہ لے کر چلو بیشک بہترین زادراہ تقویٰ ہے۔

## ۴۔ نظام اخلاق کی بنیاد:

عدل وانصاف، صبر وتوکل، عفو ودرگزر غرض کہ جتنی بھی اسلامی نظام اخلاقیات کی اقدار ہیں ان سب کی بنیاد تقویٰ ہی ہے۔ عدل وانصاف کے بارے میں ارشاد ہے۔

اعدلوا ھو اقرب للتقوی (المائدہ)

عدل کرو یہ تقویٰ سے قریب تر ہے۔

صبر کے متعلق فرمایا: وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور

عفو ودرگزر کے بارے میں فرمایا:

وان تعفوا ھو اقرب للتقوی

اگر معاف کردو تو یہ بات تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔

## عزت و فضیلت کا معیار:

اسلام دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اصل اور پائیدار عزت کا معیار تقویٰ ہی کو قرار دیتا ہے دنیا داروں کے نزدیک عزت وفضیلت کا معیار دولت، کاریں، کوٹھیاں، اور کارخانے ہیں یا جتنا کوئی غنڈہ یا دھاندلی باز ہوا تنا وہ شرف کا سردار سمجھا جاتا ہے لیکن یہ سب عارضی عزت ہے بلکہ بالکل کھوکھلی اللہ کے صحیح مومن اور اللہ کے دوست ان چیزوں کو جوتی کی نوک پر بھی نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

اللہ کے ہاں تم میں سب سے زیادہ وہ عزت والا ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہے۔

اور اس سے بڑھ کر کسی کیلئے عزت افزائی کیا ہوگی۔ کہ اسے حاکم کے ہاں کرسی ملے اور اس کی تکریم کی جائے۔

## متقی کون؟

یوں تو قرآن حکیم میں متقین کی صفات بے شمار گنوائی گئی ہیں تاہم چند ایک یہاں بیان کی جاتی ہیں سورۃ البقرہ کے افتتاح میں بھی متقین کی پہچان یہ بتائی گئی ہے۔

۱۔ الذین یومنون بالغیب: یعنی جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حضور اکرم ﷺ کے واقعہ معراج پر ایمان لانا جس کی وجہ سے آپ صدیق کہلائے۔

۲۔ ویقیمون الصلاۃ: یعنی نماز کو بطور ایک ادارے کے انفرادی اور اجتماعی زندگی میں صحیح روح کے ساتھ نافذ کرنا۔

۳۔ وممارزقنھم ینفقون۔ یعنی خدا کے دیئے ہوئے میں سے اس کی راہ پر یا اپنے اوپر خدا کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق خرچ کرنا۔

۴۔ والذین یومنون بما انزل الیک: نبی اکرم پر نازل شدہ کتاب (قرآن) پر ایمان رکھتے ہیں۔

۵۔ وما انزل من قبلک: اور جو قرآن حکیم سے پہلے کتابیں (توراۃ، زبور، انجیل) نازل ہوئیں انہیں برحق مانتے ہیں۔

۶۔ وبالآخرۃ ھم یوقنون: اور اس دنیا کے بعد ایک دارالبقاء پر یقین رکھتے ہیں۔

پھر سورہ بقرہ میں ہی آگے چل کر آیت البر میں مندرجہ بالا خوبیوں کے علاوہ یہ خوبیاں بھی گنوائی گئی ہیں۔

۷۔ امن باللہ — اللہ پر ایمان

۸۔ والملئکۃ — فرشتوں پر ایمان

۹۔ والنبیین — تمام انبیاء پر ایمان

۱۰۔ والموفون بعھدھم اذا عھدوا۔ اور عہد کرنے کے بعد اس کے ساتھ وفا کرنا۔

۱۱۔ والصبرین۔ اور خوشی اور غمی کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھنے والے۔

پھر سورۃ الزمر میں فرمایا:

۱۲۔ والذی جاء بالصدق وصدق بہ۔ وہ شخص جو خود بھی سچا ہو اور ہمیشہ سچ کا ساتھ دے۔

پھر سورۃ آل عمران میں مزید یہ کہا:

۱۳۔ الذین ینفقون فی السرآء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس۔
یعنی انفاق فی سبیل اللہ کے ساتھ ساتھ عفو درگزر سے کام لیتے ہیں۔

۱۴۔ واللہ یحب المحسنین اور احسان کی روش اختیار کرتے ہیں اس لئے اللہ انہیں پسند کرتا ہے۔

## تقویٰ کے فوائد:

یوں تو تقویٰ سے انسان کو ان گنت فوائد حاصل ہوتے ہیں مگر ان میں سے چند ایک قارئین کی نذر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ تقویٰ سے اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان اللہ یحب المتقین۔
یعنی اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں سے محبت رکھتا ہے۔ سبحان اللہ کتنی شان وفضیلت ہے۔ ان لوگوں کی جنہیں اللہ تعالیٰ محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ان اولیاءہ الا المتقون۔

۲۔ اجر اخروی کا باعث

فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون
جو لوگ پرہیز گار اور نیک بنے ان کیلئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔

۳۔ گناہوں کا ازالہ:

تقویٰ اختیار کرنے سے گناہ مٹ جاتے ہیں ارشاد ربانی ہے:

من یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ (الانفال)
جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

۴۔ اعمال کی قبولیت:

تقویٰ ہی اعمال حسنہ کی قبولیت کا باعث بنے گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

انما یتقبل اللہ من المتقین۔ (المائدہ)
اللہ تعالیٰ تو صرف تقویٰ والوں سے ہی قبول کرتا ہے۔

۵۔ اصل رہنمائی بھی تقویٰ سے ہی نصیب ہوتی ہے۔ قرآن حکیم جو سراسر ہدایت ہے اس کے فہم اور اس سے رہنمائی حاصل کرنے کیلئے بھی تقویٰ ہی کو شرط قرار دیا گیا۔ فرمایا ھدی للمتقین یعنی متقی لوگوں کیلئے باعث ھدایت ہے۔

۶۔ انجام کار کامیابی:

بظاہر متقین ابتلاء وآزمائش میں ہوتے ہیں لیکن آخر کار کامیابی انہی کیلئے ہے: فرمایا العاقبۃ للمتقین۔ (انجام کار کامیابی پرہیز گاروں کیلئے ہی ہے۔) فرمایا: والعاقبۃ للتقوی (انجام تقویٰ کا ہی اچھا ہوتا ہے)

۷۔ کھرے اور کھوٹے کی کسوٹی:

تقویٰ انسان کے اندر ایسی صلاحیت پیدا کرتا ہے جس سے وہ کھرے اور کھوٹے، اچھے اور برے کی تمیز کرسکتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ان تتقوا اللہ یجع لکم فرقانا:
اگر تم پرہیز گار بن جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہارے اندر اچھے اور برے میں تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا کردے گا۔

۸۔ توسیع فی الرزق:

تقویٰ وسعت رزق کا باعث ہے جیسا کہ ارشاد ربانی:

ولو ان اھل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء۔
اگر قریہ والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے رزق کے دروازے کھول دیتا۔

نیز فرمایا اگر وہ اللہ سے ڈرتے تو اللہ تعالیٰ انہیں ایسے ذریعہ سے رزق دیتا جہاں سے انہیں گمان بھی نہیں ہوتا۔

الغرض تقویٰ مومن کا اوڑھنا بچھونا ہے جس سے وہ کسی حالت میں جدا نہیں ہوسکتا۔

تقویٰ سے متعدد فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں تقویٰ عبادت میں خشوع وخضوع اور اعمال میں خلوص پیدا کرتا ہے۔ دنیوی معاملات میں احساس ذمہ داری اور حقوق کی ادائیگی پر ابھارتا ہے۔ انسان فی الحقیقت تقویٰ کے بل بوتے پر ہی خلافت ارض کے تقاضے پورے کرتا ہے۔ اور آخرت میں بھی کہ:

لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت سب مسلمانوں کو متقی بنائے۔ اور دنیا وآخرت میں سرخرو کرے۔

---